Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۱ آنہ

۲۵ صفر ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ ۔ ۱۳ اخاء ۱۳۳۴ھش ۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء ۔ نمبر ۲۴۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

"طبیعت اچھی نہیں ہے"

ربوہ ۱۲ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت اچھی نہیں ہے"

احباب حضور کی صحت کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

خدام الاحمدیہ ربوہ کے رضاکار سیلاب کے خطرناک علاقہ میں نہایت جانفشانی کے ساتھ امدادی کام کر رہے ہیں

سیلاب کی رو میں بہ جانے والے افراد کو بچایا گیا اور مصیبت زدگان کیلئے خوراک اور طبی امداد کا انتظام کیا گیا

ربوہ ۱۲ اکتوبر۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ربوہ کے ۴۰ رضا کاروں پر مشتمل جو پارٹی شیخوپورہ کے علاقہ میں سیلاب زدگان کی مدد کے لئے بھیجی گئی تھی۔ وہ مقامی جماعت کے تعاون اور مدد سے سیلاب میں گھرے ہوئے مصیبت زدگان کی ہر ممکن مدد کرنے میں مصروف ہے۔ اس پارٹی کی کارگزاری کی جو پہلی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی جائزہ لینے کے بعد پارٹی نے دو مقامات پر امدادی کیمپ قائم کرکے مصیبت زدوں میں خوراک تقسیم کی۔ مریضوں کو طبی مدد بہم پہنچائی۔ سیلاب کی رو میں بہ جانے والوں کو بچایا گیا۔ اور انہیں محفوظ مقامات پر پہنچا دیا گیا۔ مصیبت زدوں کی مدد کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے ہر کیمپ میں خدام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور انہیں ایسے علاقوں میں متعین کر دیا گیا۔ جو خطرناک سیلاب کی لپیٹ میں آ چکے تھے۔ ذیل میں وہ تفصیلی رپورٹ درج کی جاتی ہے۔ جو اس امدادی پارٹی کے لیڈر مولوی محمد احمد صاحب ثاقب مہتمم خدمت خلق کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

۱۰ اکتوبر کو خدام الاحمدیہ ربوہ کا پہلا امدادی وفد جو ۴۰ خدام پر مشتمل تھا سیلاب زدگان شیخوپورہ کی طبی اور دیگر قسم کی خدمات کے لئے سات بجے شام ربوہ سے روانہ ہو کر صبح سات بجے شیخوپورہ پہنچا۔ مکرمی چوہدری انور حسین صاحب وکیل امیر جماعت احمدیہ سے مقامی حالات اور سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے متعلق تفصیلی گفتگو ہوئی۔ وفد قریباً ۱۰ بجے قبل دوپہر سیلاب کی تباہ کاریوں کا سرسری جائزہ لینے اور اپنے پروگرام کو جلد از جلد شروع کرنے کے لئے شیخوپورہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر نہر اپر چناب پر پہنچا۔ جو اس علاقہ کی بلند ترین جگہ اور سیلابی علاقہ کے درمیان حدفاصل کا کام دیتی ہے۔ یہاں اپنا ریلیف کیمپ قائم کرنے کے بعد سیلاب سے متاثرہ علاقوں سے آنے والے مریضوں کو ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب ریاض نے جامعۃ المبشرین کے طبی گروپ کے ہمراہ طبی مدد بہم پہنچائی۔ اور انہیں محفوظ مقامات پر پہنچایا۔ ایک مریض ہوائی جہاز کے ذریعہ پھینکی جانے والی روٹیوں کی گٹھڑی کی زد میں آکر بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسکو ابتدائی طبی مدد کے بعد مستقل علاج کے لئے سول ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔ اور اس کی غذا اور رہائش کا خاطر خواہ بندوبست بھی کیا گیا۔ اس خدمت میں شیخوپورہ کے خدام اور مبلغ مقامی مکرم قریشی سعید احمد صاحب اظہر نے بھی پورا تعاون کیا۔

مورخہ ۹/۱۰/۵۵ کو خدام الاحمدیہ کے رضاکاروں کے لئے ضرورت کا سامان مثلاً لالٹینیں۔ بیٹری سیل۔ پمپ۔ گیس لیمپ۔ تیل۔ صابن وغیرہ بازار سے خرید کر کیمپ میں پہنچایا گیا۔ نیز ادویات اور گڑ چنے وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔ کام کو زیادہ وسیع کرنے اور عمدہ پیمانے پر چلانے کے لئے رضاکاروں کو دو بڑے گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلا ریلیف کیمپ جو ہیڈ آفس کے طور پر کنٹرول کر رہا ہے نہر اپر چناب پر قائم ہے۔ اور دوسرا ریلیف کیمپ بھیکی میں قائم کیا۔ جو ہیڈ آفس سے قریباً دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہر دو گروپوں میں بیس بیس خدام شامل ہیں آج جوہڑکانہ سے بھی تین خدام نے اپنی خدمات پیش کیں۔ جن کو مختلف گروپوں میں شامل کر دیا گیا۔

ریلیف کیمپ ۱ کی سرگرمیاں

ریلیف کیمپ ۱ سے سات سات نوجوانوں کے تین گروپ بنا کر قریبی متاثرہ دیہات میں بھیجے۔ کہ وہ مندرجہ ذیل امور کی اطلاع حاصل کرکے ہیڈ آفس میں پہنچائیں تا ان کو فوری مطلوبہ امداد پہنچائی جائے۔ کل کتنے مکانات سیلاب کی زد میں آکر گرے۔ کتنے کنبے جن کا سامان ملبہ کے نیچے آکر دب گیا۔ اور وہ کس قسم کی امداد کے محتاج ہیں۔ بیماروں کی تعداد۔ بیماری کی نوعیت وغیرہ وغیرہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

اخبارِ ربوہ

ربوہ ۱۲ اکتوبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ بائیں بڑی انتڑی میں درد ہے اور کچھ اعصابی بے چینی ہے۔ احباب آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

— محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو ٹانگوں اور پیٹ میں درد کے علاوہ ضعف اور گھبراہٹ کی تکلیف بدستور ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے بھی دعائیں جاری رکھیں۔

ملتان، سیالکوٹ، لاہور اور دیگر مختلف علاقوں میں احمدی جماعتیں امدادی کاموں میں مصروف ہیں

ربوہ ۱۲ اکتوبر۔ ڈاک و تار اور آمد و رفت کے ذرائع منقطع ہو جانے کے باوجود سیلاب کی لپیٹ میں آنے والے مختلف علاقوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قریباً ہر جگہ کی احمدی جماعتوں نے خود خطرات میں گھرے ہونے کے باوجود انفرادی اور اجتماعی طور پر مصیبت زدگان کو بچانے اور ان کی ہر ممکن مدد کرنے کی کوشش کی ہے۔ خدام الاحمدیہ بالخصوص اس سلسلے میں نہایت جانفشانی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ سیالکوٹ میں جماعت احمدیہ کے امدادی کام کی مختصر رپورٹ اس سے قبل شائع ہو چکی ہے۔ اب ملتان اور لاہور سے بھی اطلاع ملی ہے کہ وہاں کے احمدی احباب بھی امدادی کام میں مصروف ہیں۔ (مفصل کل)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ساہل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء

وقف زندگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ جمعہ کو جو خطبہ فرمایا۔ وہ اگرچہ نہایت مختصر ہے۔ لیکن بقول "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" نہایت ہی اہم ہے۔ اور اس کا ایک ایک لفظ ایسا ہے جو ایک مسلمان کے دل پر اس طرح نقش ہو جانا چاہیئے۔ کہ اس کے تمام حرکات و سکنات اسی کے زیر اثر ہو جائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مختصر خطبہ میں گویا ایک مسلمان کی زندگی کا نچوڑ بھر دیا ہے۔ احباب کی یاددہانی کے لئے اس کے خلاصہ سے جو الفضل ۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"تحریک جدید کے لئے ہماری جماعت روپیہ تو دیتی ہے اور بہت دیتی ہے۔ گو روپیہ کی ضرورت ابھی اس سے بھی زیادہ ہے۔ تاہم کیا امیر اور کیا غریب قریباً سب ہی اس قربانی میں حصہ لیتے ہیں لیکن دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سلسلہ کے کام صرف روپے سے وابستہ نہیں ہیں۔ سلسلے کے کاموں کے لئے روپے سے بھی زیادہ انسانوں کی ضرورت ہے۔ ایسے انسانوں کی جو نیک صالح اور متقی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے والے ہوں۔ درحقیقت جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی سلسلہ قائم ہوتا ہے۔ تو اسے انسانوں کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ چلاتا اور ترقی دیتا ہے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"یاد رکھو۔ صرف چند آدمیوں کے وقف سے کام نہیں چل سکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک کے دل میں اسلام اور سلسلہ کی خدمت کرنے کی ایک آگ لگی ہو۔ ایک ایسا جذبہ ہو۔ جو بڑھتا ہی چلا جائے۔"

پھر فرمایا:۔

"ہر ایک تم میں سے ایسا ہونا چاہیئے۔ جو اپنی راتیں دعاؤں میں گزارے۔ اور دن استغفار اور ذکر الٰہی میں۔ تا اس کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا میں جو کام کیا۔ وہ صرف کتابیں لکھنے سے نہیں ہوا۔ بلکہ آپ نے سوز و گداز کے ساتھ دعائیں کیں۔ آخر ان دعاؤں نے ہی ان کے قلب میں اللہ تعالیٰ کا نور پیدا کر دیا۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جلال کو دیکھ لیا۔ جس کے نتیجہ میں ان کے اندر خدمتِ دین اور تبلیغ کی ایک آگ لگ گئی۔ یہی وہ آگ تھی۔ جس نے کام کیا۔ پس تم بھی محض مولوی فاضل پاس کرنے یا شاہد کی ڈگری لینے پر خوش نہ ہو جاؤ۔ بلکہ توکل علی اللہ۔ اخلاص اور دیانت اپنا شعار بناؤ۔ دن اور رات دعائیں کرو۔ یہاں تک کہ دعائیں ہی تمہارا شیوہ ہو جائے۔ صرف یہی وہ صورت ہے۔ جس سے تم صحیح معنوں میں سلسلہ کی خدمت کر سکتے ہو۔ اس صورت میں اگر تم میں کوئی خرابی بھی پیدا ہوگی۔ تو تمہارے ساتھیوں کی دعائیں ہی اس خرابی کا ازالہ کر دیں گی۔"

آخر میں حضور نے فرمایا:۔

"دعائیں کرو۔ کہ خدا پہلے تو اسلام تمہارے دل میں قائم کرے۔ اور پھر تمہارے ذریعہ اسے ساری دنیا میں پھیلائے۔ تم اس وقت تک دم نہ لو۔ جب تک کہ ایک ایک واقفِ زندگی آگے بیس بیس واقفِ زندگی تیار نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی مدد کرے اور آپ کو اپنے عہد پورے کرنے کی توفیق دے"

اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"یاد رکھو چندے بھی تب ہی بڑھیں گے۔ جب آدمی بڑھیں گے۔ جب نئے واقفین زندگی کے ذریعہ نئے نئے لوگ اسلام میں آئیں گے۔ تو لازماً چندہ بھی بڑھے گا۔ اور آخر وہ دن آ جائے گا۔ جبکہ ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔ انشاء اللہ۔"

ہمیں اپنی طرف سے ان باتوں پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے وضاحت سے فرما دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعت جو روپیہ دیتی ہے۔ وہ تبلیغ اسلام کے لئے ہی دیتی ہے۔ اس زمانہ میں ایسے وسیع اور اہم کام کے لئے جتنا بھی زیادہ روپیہ ہو۔ کم ہے لیکن روپیہ کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے۔ تو جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے۔ سب سے اول ایسے انسانوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کریں۔ جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ جب انسان دین کے کام میں اپنی زندگیاں لگا دیتے ہیں۔ تو دولت خود آ کر ان پر نثار ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے انتظام فرماتا ہے۔ کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

یہ بات تو سیدھی ہے۔ اور ہر ایک آدمی کی عقل میں آ سکتی ہے۔ کہ جب تبلیغ اسلام کے فدائی بڑھیں گے۔ تو مالی قربانیاں بھی بڑھیں گی اور مالی قربانیاں بڑھیں گی۔ تو دولت بھی بڑھے گی شروع شروع میں بے شک تکالیف ہوتی ہیں۔ روپیہ کی تنگی بھی ہوتی ہے۔ مگر جوں جوں کام کی وسعت بڑھتی ہے۔ تنگی فراخی میں بدل جاتی ہے۔ اور تبلیغ کے وسیع سے وسیع پروگرام پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

تمام الٰہی جماعتوں کی یہی حالت ہوتی ہے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کونسے خزانے تھے۔ کفار طعنہ دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کیوں آپ کے لئے خزانے نہیں اتارتا۔ یہ طعنہ دینے والے کچھ تو پہلے ہی راہئ عدم ہو گئے تھے۔ مگر جو زندہ رہے وہ آخر مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اور ان کی اولادوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مشرق و مغرب کے خزانے مسلمانوں کے پاؤں میں تھے۔

افسوس ہے کہ اکثر مسلمان بہت جلد تبلیغ حق کی بجائے بادشاہی اور دنیاوی خزانوں کے پیچھے پڑ گئے۔ ورنہ آج جبکہ زمین نے اپنے تمام خزانے اگل دیئے ہیں۔ سب اسلام کے لئے خرچ ہوتے۔ جن مسلمانوں نے تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ انہوں نے فقیری میں بھی بادشاہی کی۔ اور آج تک محض ان کے مزاروں کی آمدن پر ہزارہا بیکار مسلمان عیش کی زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔ اور عیاشیوں میں دولت برباد کر رہے ہیں۔ بعض نے تو آمدنی کے اپنے حصوں تک رہن کئے ہوئے ہیں۔ تقسیم سے پہلے بعض مزاروں کی آمدنیاں ہندو بنیوں کے پاس رہن تھیں۔ بھارت میں تو اب بھی ایسا ہی ہے۔

اگر یہ لوگ حضرت خواجہ اجمیریؒ اور حضرت علی ہجویریؒ اور دیگر صلحاء کے نقش قدم پر چلتے اور بندۂ حق بنے رہتے۔ اور نہ سہی کم از کم برصغیر ہند میں تو اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین نہ ہوتا۔ پھر تمام خزانے اپنے تصرف میں ہوتے۔ جن سے تمام دنیا میں تبلیغ اسلام کے پروگرام تکمیل پاتے۔ یہ اسی وقت ہوتا کہ ان عظیم انسانوں کے جانشین ان کے صحیح جانشین ہوتے۔ صرف گدی نشین نہ ہوتے۔ آج بھی مسلمان کروڑوں اربوں روپیہ خیرات میں صرف کرتے ہیں۔ مزاروں پر چڑھاتے ہیں۔ مگر تبلیغ سے غفلت کی وجہ سے یہ تمام روپیہ اللہ تعالیٰ کے کام میں صرف ہونے کی بجائے بڑی حد تک ضائع ہو رہا ہے۔ کیونکہ روپیہ کی تو کمی نہیں صرف انسانوں کی کمی ہے۔ ایسے انسانوں کی جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو اسی طرح وقف کر دیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیلؑ کو وقف کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اسی لئے کھڑا کیا ہے۔ کہ اس کا ہر فرد اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کرے۔ ان تمام تکالیف کو خوشی سے برداشت کرے۔ جو الٰہی جماعتوں کو آغاز کار میں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین لاوارث ہو گیا تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بر وقت مبعوث فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا تاکہ وہ نئی زندگی پا کر آگے بڑھے۔ اور آخر وہ دن آ جائے۔ "جبکہ ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آئے۔"

ہمیں یقین ہے۔ کہ جماعت اپنی حقیقت کو نہیں بھول سکتی۔ کیونکہ اس کا ہر فرد جماعت میں علیٰ وجہ البصیرت داخل ہوا ہے۔ وہ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ایسے نشانات دیکھ کر داخل ہوا ہے۔ جن سے اس پر روشن ہے۔ کہ یہ جماعت واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑی ہوئی ہے۔ ابھی تو کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ کہ جماعت کے ہر فرد نے ایک نہیں دس بیس نہیں سینکڑوں الٰہی نشانات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

درخواست دعا

محترم میاں فضل محمدؐ صاحب (والد ماجد مکرم مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ سلسلہ) جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے ہیں۔ بعارضہ بندشِ پیشاب بیمار ہیں۔ گو اب نسبتاً افاقہ ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ)

احمدیت کا پیغام

— گزشتہ سے پیوستہ —

اے عزیزو! پرانی کتابیں پڑھ کر دیکھو۔ پھر خود اپنے اسلاف کی تاریخ دیکھو۔ کیا ان لوگوں کی زندگیاں مادی تھیں۔ کیا ان کے کام صرف مادی تدابیر سے چلتے تھے۔ وہ لوگ خداتعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے رات دن تڑپتے تھے۔ اور ان میں سے کامیاب لوگ خداتعالیٰ کے معجزات اور نشانات سے حصہ پاتے تھے۔ اور یہی وہ زندگی تھی۔ جو ان کو دوسری قوموں کے لوگوں سے ممتاز کرتی تھی۔ لیکن آج وہ کونسا امتیاز ہے۔ جو مسلمانوں کو ہندوؤں اور عیسائیوں اور دوسری قوموں کے مقابلے میں حاصل ہے۔ اگر ایسا کوئی امتیاز نہیں۔ تو پھر اسلام کی ضرورت کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا امتیاز ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اسے بھلا دیا۔ اور وہ امتیاز یہ ہے کہ اسلام میں ہمیشہ کے لئے خداتعالیٰ کا کلام جاری ہے۔ اور ہمیشہ ہی خداتعالیٰ کے ساتھ براہ راست تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے تو یہی معنے ہیں۔ آپ کے فیضان کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ ہم بی۔اے یا ایم۔اے کا امتحان پاس کر لیں۔ کیا ایک عیسائی بی۔اے یا ایم۔اے نہیں ہوتا۔ آپ کے فیضان کے یہ معنے تو نہیں ہیں کہ ہم نے کوئی بڑا کارخانہ چلا لیا ہے۔ کیا عیسائی ہندو، اور سکھ ایسے کارخانے نہیں چلاتے۔ آپ کے فیضان کے یہ معنے تو نہیں کہ کوئی بڑی تجارتی کوٹھی ہم نے کھول لی۔ اور دور دراز ملکوں میں ہم نے تجارتی کاروبار جاری کر دیا ہے۔ یہ بھی سب ہندو اور عیسائی اور یہودی کر رہے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے یہی معنے ہیں کہ آپ کے طفیل انسان کا خداتعالیٰ کے ساتھ براہ راست تعلق ہو جائے۔ انسان کا دل خداتعالیٰ کو دیکھے۔ اس کی روح کا اس سے اتحاد ہو جائے۔ وہ اس کا شیریں کلام سنے۔ اور خداتعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات اور آیات اس کے لئے ظاہر ہوں یہ وہ چیز ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے بغیر کسی شخص کو دنیا میں نہیں مل سکتی اور یہی وہ چیز ہے جس میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع دوسری قوموں سے ممتاز ہیں۔ پس اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ اور یہی چیز اپنے نہ ماننے والوں کے سامنے پیش کی۔ کہ خداتعالیٰ نے یہ کھویا ہوا موتی مجھے دیا ہے۔ اور یہ ضائع شدہ متاع مجھے بخشی ہے۔ اور یہ سب کچھ مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کی اتباع سے ملا ہے۔ اور اس مقام پر آپ ہی کے فیضان نے مجھے پہنچایا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے۔ لیکن وہ سب جزوی حیثیت رکھتے ہیں۔ گو بہت اہم اور عظیم الشان ہیں۔ لیکن اصل کام یہی تھا۔ کہ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور مادیت پر روحانیت کو غالب کرنے کی مہم شروع کی۔ اور یقیناً اسلام کو دوسرے ادیان پر غلبہ اسی رستے سے ہوگا۔ ہم توپوں اور بندوقوں سے اپنے ملکوں کا دفاع بھی کریں گے۔ ہم بعض بعض دشمنوں پر ان ذرائع سے غالب بھی آئیں گے۔ لیکن ساری دنیا پر اسلام کو جو غلبہ حاصل ہوگا۔ وہ اسی روحانی طریقے سے حاصل ہوگا۔ جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے۔ جب مسلمان مسلمان ہو جائے گا۔ جب وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے لگ جائے گا۔ جب وہ روحانی اشیاء کو مادی اشیاء پر فوقیت دینے لگے گا۔ تو عیاشانہ زندگی جو اس وقت مغربی اقوام کی وجہ سے ہمارے ملک میں رائج ہو رہی ہے آپ ہی آپ مٹ جائے گی۔ اور انسان کسی کے کہنے کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ خود اپنے نفس کی خواہش کے ماتحت لغویات کو چھوڑ دے گا۔ اور سنجیدہ زندگی بسر کرنے لگ جائے گا۔ اور اس کی زبان میں تاثیر پیدا ہو جائے گی۔ اور اس کا ہمسایہ اس کے رنگ کو اختیار کرنے لگے گا۔ اور عیسائی اور ہندو اور دوسرے ادیان کے لوگ بھی اسی طرح جس طرح کہ مکہ کے لوگوں نے کہا تھا یہ کہنا شروع کر دیں گے۔ کہ لو کانوا مسلمین کاش وہ مسلمان ہوتے۔ اور پھر ہوتے ہوتے یہ قول ان کا مکہ کے لوگوں کی طرح عمل میں بدل جائے گا۔ اور وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ کیونکہ کوئی شخص زیادہ دیر تک اچھی بات سے دور نہیں رہ سکتا پہلے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر لالچ آتی ہے۔ پھر کشش پیدا ہوتی ہے۔ اور آخر انسان کھچا کھچا اس چیز کی طرف آ ہی جاتا ہے یہی اب بھی ہوگا۔ پہلے اسلام مسلمانوں کے دلوں میں داخل ہوگا۔ پھر وہ ان کے جسموں پر جاری ہو جائے گا۔ پھر غیر مسلم لوگ خود بخود ایسے کامل مسلمانوں کی نقل کرنے پر آمادہ ہوتے جائیں گے۔ اور دنیا مسلمانوں سے بھر جائے گی اور اسلام سے معمور ہو جائے گی

سوچیں اور غور کریں

اے عزیزو! اس چھوٹے سے مضمون میں میں تفصیلی دلائل بیان نہیں کر سکتا۔ اور احمدیت کے پیغام کی تمام جزئیات کو آپ کے سامنے پیش نہیں کر سکتا۔ میں نے اجمالی طور پر احمدیت کی غرض اور اس کا مقصد آپ لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مضمون پر غور کریں اور سوچیں کہ دنیا میں کبھی بھی مذہبی تحریکیں صرف دنیوی ذرائع سے غالب نہیں ہوئیں۔ مذہبی تحریکیں اصلاح نفس۔ تبلیغ اور قربانی کے ساتھ ہمیشہ غالب آتی رہی ہیں آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک جو نہیں ہوا۔ وہ اب بھی نہیں ہوگا اور جس ذریعے سے آج تک خداتعالیٰ کے پیغام دنیا میں پھیلتے رہے ہیں۔ اسی طرح اب بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا میں پھیلے گا۔

پس اپنی جانوں پر رحم کرتے ہوئے اپنی اولادوں پر رحم کرتے ہوئے اپنے خاندانوں اور اپنی قوموں پر رحم کرتے ہوئے اپنے ملک پر رحم کرتے ہوئے خداتعالیٰ کے پیغام کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے آپ کے لئے جلد جلد کھل جائیں۔ اور اسلام کی ترقی پیچھے نہ پڑتی چلی جائے۔ ابھی بہت کام ہے۔ جو ہم نے کرنا ہے۔ مگر اس کے لئے ہم آپ کی آمد کے منتظر ہیں۔ کیونکہ خدائی ترقیات علاوہ معجزات کے دین کی اشاعت کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں۔ آپ آئیں اور اس بوجھ کو ہمارے ساتھ مل کر اٹھائیں۔ جس بوجھ کا اٹھانا اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ بے شک قربانی اور ایثار اور ملامت اور تعذیب ان سب چیزوں کا دیکھنا اس راستہ میں ضروری ہے۔ مگر خداتعالیٰ کی راہ میں موت ہی حقیقی زندگی بخشتی ہے۔ اور اس موت کے اختیار کئے بغیر کوئی شخص خداتعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس موت کے اختیار کئے بغیر اسلام بھی غالب نہیں ہو سکتا۔ ہمت کریں اور موت کے اس پیالہ کو منہ سے لگا لیں۔ تا کہ ہماری اور آپ کی موت سے اسلام کو زندگی ملے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دین پھر تازہ ہو جائے۔ اور اس موت کو قبول کر کے ہم بھی اپنے محبوب کی گود میں ابدی زندگی کا لطف اٹھائیں۔

اللھم آمین

خاکسار
مرزا محمود احمد
امام جماعت احمدیہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا مقام مصائب و شدائد ہے

" دنیا مقام مصائب و شدائد ہے۔ ایک حدیث صحیح میں ہے کہ جس پر کوئی بھی مصیبت نازل نہیں ہوئی۔ اس کا نجات پانا بہت مشکل ہے۔ اگرچہ پیغمبر زادہ ہو۔ اور ایک حدیث میں ہے۔ . . . . کہ قیامت کے دن جب مصیبت زدوں کو اجر دیئے جائیں گے۔ تو لوگ حسرت کریں گے کہ کاش ہمارے بدن دنیا میں مقراضوں سے کاٹے جاتے۔ تاہم آج اس کا اجر پاتے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مومن کے دل پر کسی سخت موت کا داغ ہو اور اس نے صبر کیا ہو تو خداتعالیٰ اسے دو اجر دے گا۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں۔" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء)

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدس اور پاکیزگی

ایک اعتراض کا جواب

روزنامہ "الجمعیۃ" کے حوالہ سے پاکستان کے اکثر اخبارات نے یہ خبر شائع کی ہے کہ ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی غرض سے بھارت کے نصاب تعلیم میں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ہر سچے مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جس قدر بھی الزام اسلام پر لگائے جاتے ہیں۔ ان کا مفصل جواب دے۔ بھارت کے درسی نصاب میں جو الزام اسلام پر لگائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ (۱) قرآن مجید پیغمبر اسلام کے خیالات کا مجموعہ ہے"۔

میں ذیل میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے ایک تحریر فرمودہ مضمون میں سے ایک حصہ درج کرتا ہوں۔ جس میں حضور نے نہایت لطیف رنگ میں اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔ (خاکسار محمد عیسےٰ ظفر (از احمد نگر)

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ سورہ شمس کی تفسیر کرتے ہوئے صـ۳ تا صـ۵ پر فرماتے ہیں۔

"سر میور کہتے ہیں کہ یہ چند سورتیں یعنی سورہ شمس اور اس سے دو پہلی اور دو بعد کی سورتیں یعنی سورۃ فجر سورہ عبد سورہ لیل اور سورہ ضحی اظہار خیالات کا رنگ رکھتی ہیں۔ اور ایسی ہی ہیں۔ جیسے کوئی شخص اپنے نفس سے باتیں کر رہا ہو۔ میور کے ان الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں رہ کر اپنی قوم کے حالات پر جو کچھ غور کیا اور اس کے نتیجہ میں آپ کو جو خرابیاں اپنی قوم میں نظر آئیں اور جو کچھ فیصلے آپ کے دل نے ان دنوں میں کئے۔ اب آپ ان سورتوں میں ان کا اظہار کر رہے ہیں۔ یورپین مصنفین اس قسم کے خیالات کو سلیلوکیز Soliloquies کہتے ہیں۔ یعنی دل کے خیالات سے متاثر ہو کر خود اپنے آپ سے باتیں کرنا۔

گویا یورپین مصنفین کے نزدیک یہ سورتیں کیا ہیں۔ یہ وہ آہیں ہیں جو آپ کے تڑپتے ہوئے دل سے اٹھیں۔ یہ وہ نالے ہیں —— جو قوم کی حالت زار پر آپ نے بلند کئے۔ اور یہ وہ فغاں ہے۔ جس نے حرا کی تاریکیوں میں ایک شور پیدا کیا۔ دنیا اپنی عیاشیوں میں مبتلا تھی۔ لوگ اللہ تعالےٰ سے غافل و بیگانہ ہو چکے تھے اور شیطانی افعال کو وہ اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنا چکے تھے۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی حالت پر تنہائی کی گھڑیوں میں آہیں بلند کر رہے تھے نالہ و فریاد سے ایک شور بپا کر رہے تھے درد و کرب اور انتہائی اضطراب کے عالم میں اپنے دن گزار رہے تھے۔ اور آخر آپ کی آہیں آپ کے نالے اور آپ کی فریادیں ان سورتوں کی شکل میں دنیا پر ظاہر ہو گئیں۔ دشمن نے خواہ کسی رنگ میں ہی ہو مگر ہے ایک لطیفہ بات دشمن کی غرض تو ان الفاظ سے یہ ہے کہ ان سورتوں میں جن جذبات کا اظہار ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے جذبات ہیں۔ آپ اپنے دل میں جو کچھ سوچا کرتے اور جن جذبات کیفیات سے آپ گذارا کرتے تھے انہی جذبات و کیفیات کا آپ نے ان سورتوں میں اظہار فرمادیا ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے بھی اپنے کلام میں انسانی جذبات کو ظاہر کیا کرتا ہے۔ اگر یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جذبات تھے تو ہم اسکے معنی یہ لیں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رسالت کے لئے صحیح انتخاب کیا اور ایسے شخص کو اس عظیم الشان کام کی سرانجام دہی کے لئے چنا۔ جس کے اپنے جذبات بھی خدا تعالےٰ کے ارادوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ پس ہم دشمن کی اس بات کو رد نہیں کرتے بلکہ ایک نئے نقطہ نگاہ کے ماتحت تسلیم کر لیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ صحیح ہے کہ ان سورتوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس دکھ اور درد کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو آپ اپنی قوم کے متعلق محسوس کرتے تھے۔ تو یہ امر بتاتا ہے کہ کس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غلاموں اور یتیموں کی حالت کو دیکھ کر زار زار رو رہے تھے۔ کیا کیا خیالات تھے جو آپ کے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ اور کیا کیا جذبات تھے جو آپ کے دل میں ہیجان بپا رکھتے تھے۔ آپ سمجھتے تھے کہ میری قوم جب تک اپنے ان افعال میں تبدیلی پیدا نہیں کرے گی۔ وہ کبھی ترقی نہیں کر سکے گی۔ تم اسے انسانی کلام سمجھ لو۔ تم اس کلام کو بناوٹی کلام قرار دے دو۔ بہرحال تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جس انسان کے آگے گرنے کی وجہ یہ ہو کہ ظلم اور استبداد کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ یتیموں اور بے کسوں کی آہ و زاری کو میں دیکھ نہیں سکتا۔ غریبوں اور ناداروں کے حقوق کا اتلاف کبھی جائز نہیں سمجھا جا سکتا۔ غلاموں پر تشدد کبھی روا نہیں رکھا جا سکتا۔ اس کی بڑائی اور اس کی نیکی اور اس کی عظمت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اپنی حالات کو دیکھ دیکھ کر وہ حرا کی تاریکیوں کو پسند کرتا ہے وہ دنیا سے ایک عرصہ تک جدا رہنا پسند کرتا ہے۔ اور پھر جب وہ دنیا کی طرف واپس آتا ہے۔ تو اس لئے نہیں آتا کہ وہ اپنے لئے مال چاہتا ہے اس لئے نہیں آتا کہ وہ اپنے لئے عزت چاہتا ہے۔ اس لئے نہیں آتا کہ وہ اپنے لئے حکومت چاہتا ہے بلکہ اس لئے آتا ہے کہ وہ قوم کے گرے ہوئے طبقہ کو ابھارے اس کی برائیوں کو دور کرے اور اس کی اصلاح کر کے اسے دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صف میں لا کر کھڑا کر دے میور کہتا ہے کہ یہ سیلیلوکیز Soliloquies ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو انسان اپنے نفس سے کیا کرتا ہے یہ وہ خیالات ہیں جو گہری خلوت میں انسان کے دل میں خود بخود پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی خیالات تھے اور اگر آپ کے قلب کی گہرائیوں میں بار بار یہی جذبات موجزن رہتے تھے کہ ان غلاموں کو کون پوچھے گا۔ ان یتیموں کو کون پوچھے گا۔ ان مساکین کو کون پوچھیگا مجھے خلوت کو چھوڑ دینا چاہیئے اور اس وقت تک مجھے دم نہیں لینا چاہیئے۔ جب تک بڑے بڑے رئیس اور سردار ان مظالم سے توبہ نہیں کر لیتے تو میں سمجھتا ہوں۔ یہی خیالات اپنی ذات میں اتنے پاکیزہ ہیں کہ دنیا کا کوئی ہوشمند انسان آپ کی فضیلت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بہرحال دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو قرآن مجید کو خدا تعالےٰ کا کلام قرار دیا جائے یا انسان کا اگر خدا تعالےٰ کا کلام مان لیا جائے تب تو کوئی اعتراض ہی نہیں رہتا لیکن اگر یہ انسان کے خیالات ہیں تو ایسے پاک نفس انسان کے خیالات ہیں۔ جس کی پاکیزگی اور تقدس سے کوئی شخص انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا"۔

مولوی غلام حسین صاحب عالم گڑھی مرحوم

(از عبد الحمید خان صاحب شوقؔ)

مولوی غلام حسین صاحب کے والد صاحب کا نام احمد دین اور والدہ کا بیگم بی بی تھا۔ مولوی احمد دین صاحب ایک نیک اور صوفی منش بزرگ تھے اپنے ہاتھ سے قرآن شریف اور دینی کتب لکھا کرتے تھے۔ ابھی مولوی غلام حسین صاحب دو ہی سال کے تھے۔ کہ ان کے والدین مع اہل و عیال حج کے لئے مکہ روانہ ہو گئے۔ اس طرح مولوی صاحب دو سال کی عمر میں روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ عالم گڑھ کے قریب موضع شمس میں اپنے پھوپھی زاد بھائی مولوی شمس الدین صاحب سے عربی اور فارسی پڑھی۔ آپ کے برادر بزرگ سائیں غلام قادر صاحب اور آپ نے وہیں قرآن کریم حفظ کیا۔

تحصیل علم سے فارغ ہوئے۔ تو آپ کی شادی موضع کلاچور متصل جلال پور جٹاں کے ایک علم دوست اور نیک نفس زمیندار چودھری محمد دین صاحب جٹ کاہلواں کی دختر سے ہو گئی۔ مولوی صاحب کے پاس ایک سید راجن شاہ نام رہا کرتا تھا۔ وہ سیلانی آدمی تھا۔ سفر کرتے کرتے دور تک نکل جاتا۔ اور دو دو چار چار ماہ بعد واپس آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ پورے چار ماہ باہر رہ کر آیا۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا۔ راجن شاہ! اس دفعہ کہاں کہاں کی سیر کی۔ راجن شاہ نے جواب دیا۔ حضرت! اس دفعہ ضلع گورداسپور میں پھرتا رہا ہوں۔ پٹھانکوٹ۔ دینا نگر۔ بٹالہ۔ گورداسپور غرض بہت سے شہروں کو دیکھا ہے۔ واپسی پر تحصیل بٹالہ کے ایک گاؤں قادیان نام میں چلا گیا۔ وہاں ایک بہت بڑے مولوی صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔ عجیب نورانی شکل ہے۔ بات کرتے وقت منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔ نہایت ہی حلیم بردبار۔ شریف النفس مہمان نواز اور عالم باعمل دیکھا ہے۔ ان سے دو کتابیں بھی ساتھ لایا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے تھیلے میں سے دونوں کتابیں نکالیں۔ مولوی صاحب نے دیکھا۔ تو ایک ان میں سے "کشتی نوحؑ" تھی۔ دوسری کا نام یاد نہیں رہا۔ مولوی صاحب نے کتاب لے لی۔ اور پڑھنی شروع کی۔ جوں جوں پڑھتے جاتے تھے۔ متاثر ہوتے جاتے تھے۔

دوسرے دن اپنے ایک عزیز شاگرد چودھری خدا بخش صاحب (حال پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہانڈو گوجر متصل لاہور) کو فرمایا۔ کہ اس کتاب کا مصنف تو کوئی خدا کا خاص بندہ معلوم ہوتا ہے۔ مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ اسے ضرور دیکھنا چاہیئے۔

یہ غالباً ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے۔ مولوی صاحب اور چودھری صاحب نے باہم مشورہ کر کے قادیان جانے کی تیاری کر لی۔ اور لاہور پہنچ کر بٹالہ کا ٹکٹ لے لیا۔ بٹالہ سے ایک ٹانگے پر قادیان پہنچے۔ شام کا وقت تھا۔ دونوں مسجد مبارک میں پہنچ گئے۔ اذان ہوئی اور نماز پڑھنے کے لئے لوگ جمع ہونے لگے۔ انہوں نے بھی وضو کیا۔ اور مسجد میں ایک صف پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نورانی صورت بزرگ شمالی دروازے سے برآمد ہوئے۔ تمام لوگ تعظیماً سرو قد ہو گئے۔ اور ان دونوں نے سمجھ لیا۔ کہ یہی بزرگ مرزا صاحب ہیں۔ جنہیں راجن شاہ "بڑے مولوی صاحب" کہتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب تیز تیز قدم اٹھاتے سیدھے محراب میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے فوراً صفیں درست کر لیں۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ محراب ہی میں حضرت مرزا صاحب کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ اور تکبیر کے بعد نماز پڑھانی شروع کر دی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت مرزا صاحب نے فرمایا۔ کوئی صاحب قرآن شریف سنائیں۔ اس پر مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ حضور میں سناتا ہوں حضور نے اجازت دی۔ اس پر مولوی صاحب نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ مگر حضور کے رعب کی وجہ سے پہلے کانپ گئے۔ اور الفاظ اچھی طرح ادا نہ کر سکے۔ مگر پھر جلد سنبھل گئے۔ اور نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد حضور اندرون خانہ تشریف لے گئے۔

اب دونوں نے ارادہ کیا۔ کہ واپس گاؤں چلے چلیں۔ چنانچہ اسی وقت قادیان سے چل پڑے اور نہر پر پہنچ کر صبح کی نماز ادا کی۔ پھر وہاں سے پیدل چل کر بٹالہ پہنچے۔ مولوی صاحب تو وہاں سے فتووال تحصیل شکر گڑھ اپنے رشتہ داروں کے پاس کسی ضروری کام کے سلسلہ میں چلے گئے۔ اور چودھری صاحب واپس ہانڈو پہنچ گئے۔

ان دنوں الحکم اور البدر دو اخبار قادیان سے نکلتے تھے۔ چند دن کے بعد مولوی صاحب بھی ہانڈو پہنچ گئے۔ اور دونوں اخبار جاری کرا لئے۔ ایک سال تک برابر یہ اخبار زیر مطالعہ رہے۔ اور مولوی صاحب پر حقیقت روشن سے روشن تر ہوتی چلی گئی۔ دنیا کو کسی آنے والے کا انتظار تھا۔

ایک دن صبح کی نماز کے بعد مولوی صاحب نے چودھری صاحب سے کہا۔ خدا بخش! اگر تم پر حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ اور تمہیں یقین ہو گیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں سچے ہیں۔ تو فوراً بیعت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں بھی یہ امامت چھوڑنے والا ہوں۔ فی الحال تم اکیلے قادیان جاؤ۔ اور بیعت کر کے جلد واپس آؤ۔ چنانچہ چودھری صاحب اکیلے قادیان پہنچے۔ غالباً ۱۹۰۵ء کا زمانہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ میں فروکش تھے۔ کچھ خیمے ایستادہ تھے۔ سب سے پہلے چودھری صاحب کو مرزا خدا بخش صاحب مرحوم مصنف عسل مصفی ملے۔ اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹی تشریف لے آئے۔ اور آتے ہی اذان کہی۔ اور مصلّٰی پر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ فوراً صفیں درست ہو گئیں۔ نماز کے بعد حضور نے فرمایا کوئی بیعت کرنے والا ہے۔ اس پر چودھری صاحب اور دو اور اشخاص نے بیعت کی۔ حضور نے دعا فرمائی۔ پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا۔ کل جمعہ ہے۔ اس لئے واپس نہ جانا۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے سنا۔ تو فرمایا۔ کسی کو زبردستی مت ٹھہرایئے۔

قادیان سے واپسی پر ٹانگہ میں میاں احمد دین صاحب زرگر ساکن قادیان بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے چودھری صاحب کو نصیحت کی۔ کہ اب جبکہ آپ نے بیعت کر لی ہے۔ تو تکالیف اور مصائب سے نہ گھبرانا۔ لوگ مخالفت کریں گے۔ حقہ پانی بند کر دیں گے۔ مگر آپ صبر سے کام لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاطر تمام تکالیف کو برداشت کریں۔ چودھری صاحب ان کی باتیں سنکر بہت حیران ہوئے۔ اور سوچتے تھے۔ کہ آخر انہوں نے کونسا جرم کیا ہے۔ جس کی پاداش میں انہیں مصائب کا نشانہ بننا پڑیگا۔ گاؤں میں پہنچے۔ تو مولوی صاحب سے تمام روئیداد بیان کی۔ مولوی صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ چند دنوں تک میں بھی قادیان جانے والا ہوں۔ پھر ایک دن گاؤں کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر قادیان پہنچے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر کے شاداں و فرحاں واپس لوٹے۔ مولوی صاحب کے ساتھ ایک شخص عیدا نے بھی بیعت کی تھی۔ وہ جہاں بیٹھتا تھا۔ لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت کے لئے کہتا تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور دعویٰ کی خوب تشہیر کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کی مخالفت شروع ہو گئی۔ ایک دن عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں درود شریف پڑھ رہے تھے۔ کہ باہر بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ احمدیوں کو بلایا گیا۔ اور کہا گیا۔ کہ تم لوگوں کا حقہ پانی بند کر دیا جائیگا۔ دوسرے دن صبح کو کچھ لوگ اکٹھے ہو کر آ گئے۔ اور حضرت مولوی صاحب کو کہنے لگے۔ کہ مولوی صاحب! اب تک تو ہم لوگ مل جل کر رہتے رہے ہیں۔ مگر اب مشکل ہے۔ ہم اب آپ کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کر سکتے۔ مولوی صاحب نے جواباً فرمایا۔ بہت اچھا۔ پھر آپ اس مسجد میں کبھی نہ گئے۔ اس وقت ان کا ذریعہ معاش سوائے امامت کے اور کچھ نہ تھا۔ لوگ آپ کی بہت عزت کرتے تھے، گاؤں کا ہر فرد آپ کو پیروں کی طرح مانتا تھا۔ اور آپ کی ہر قسم کی ضروریات گھر بیٹھے پوری ہوتی تھیں۔ شاگرد سارا سارا دن کام کرتے تھے۔ اور تھکتے نہ تھے۔ مگر مولوی صاحب نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر اس تمام عزت اور منصب کو ٹھکرا دیا۔ اور اس کے بعد کبھی ان کے منہ سے شکایت کا ایک لفظ بھی نہ سنا گیا۔ جب لوگوں کی مخالفت تیز ہو گئی۔ تو چودھری صاحب مولوی صاحب کو ساتھ لے کر لاہور پہنچے۔ کچھ اور نئے احمدی بھی ساتھ تھے۔ محترم محبوب عالم صاحب مالک راجپوت سائیکل ورکس سے ملے انہوں نے فرمایا۔ صبر کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی حکم ہے۔

مولوی صاحب حافظ قرآن تھے۔ حدیث اور فقہ کے عالم تھے۔ خوش الحان تھے۔ زبان میں تاثیر تھی۔ فارسی بہت اچھی جانتے تھے۔ مثنوی مولانا روم کے ساتھ بہت انس تھا۔ اکثر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتاب اربعین کا ترجمہ کرتے دیکھا گیا ہے۔ درثمین عربی اور فارسی بہت پڑھتے تھے۔

چودھری صاحب موصوف نے ایک دفعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ گاؤں میں اور کوئی احمدی نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا۔ مومن کبھی اکیلا نہیں رہتا۔ آپ تبلیغ کیا کریں۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت ہانڈو کے احمدی افراد کی تعداد ۱۲۰ کے لگ بھگ ہے۔

بعد ازاں مولوی صاحب عالم گڑھ ضلع گجرات پہنچے۔ تو وہاں بھی تبلیغ شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ وہاں بھی جماعت قائم ہو گئی۔ آپ اس کے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اور یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتی گئی۔

مولوی صاحب کی روحانی یادگار ہانڈو اور عالم گڑھ کی جماعتیں ہیں۔ جو ان کی وجہ سے اور ان کی کوشش سے قائم ہوئیں۔ ہانڈو کی جماعت تعداد میں زیادہ ہے۔ عالم گڑھ کی جماعت گو تعداد میں تھوڑی ہے۔ لیکن مخلصین کی ان میں بھی کمی نہیں۔

پروگرام سالانہ اجلاس مجلس انصار اللہ ربوہ

۲۸ - ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء

۲۸ اکتوبر جمعۃ المبارک

وقت		پروگرام
۹ بجے سے ۱۰ بجے تک	۔	افتتاح و دعا از حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
۱۰ ″ ″ ۱۰½ ″ ″	۔	تقریر نائب صدر
۱۰½ ″ ″ ۱۱ ″ ″	۔	درس القرآن ۔
۱۱ ″ ″ ۳ ″ ″	۔	کھانا و نماز جمعہ ۔
۳ ″ ″ ۳½ ″ ″	۔	حدیث کا درس
۳½ ″ ″ ۴ ″ ″	۔	تربیتی تقریر مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ۔
۴ ″ ″ ۸ ″ ″	۔	نماز عصر ۔ شمولیت پروگرام خدام الاحمدیہ نماز مغرب ۔ عشاء و کھانا ۔
۸ ″ ″ ۹½ ″ ″	۔	شوریٰ ۔
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	۔	سوال و جواب ۔
۱۰ بجے		شب بخیر ۔

۲۹ اکتوبر بروز ہفتہ

وقت		پروگرام
۴ بجے صبح سے ۸ بجے تک	۔	تہجد ۔ نماز فجر ۔ ناشتہ
۸ ″ ″ ″ ۸½ ″	۔	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
۸½ ″ ″ ″ ۱۰½ ″	۔	قائدین انصار اللہ و بعض زعماء صاحبان کا اجلاس کو خطاب
۱۰½ ″ ″ ″ ۱۲ ″	۔	شوریٰ ۔
۱۲ ″ ″ ″ ۲ ″	۔	کھانا و نماز ظہر ۔
۲ ″ ″ ″ ۳ ″	۔	انعامی تقریری مقابلہ ۔
۳ ″ ″ ″ ۴ ″	۔	سوال و جواب ۔
۴ ″ ″ ″ ۴½ ″	۔	تقریر نائب صدر ۔
۴½ بجے		تقریر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ و دعاء

(قائد انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

خدمت دین کیلئے چند ایام وقف کرنے کی تحریک

"ضلع جھنگ کے ایک گاؤں کی جماعت میں جو ربوہ سے پندرہ بیس میل دور ہے۔ تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ جو دوست پندرہ روز وقف کر کے اس خدمت کے لئے تیار ہوں وہ مجھے ملیں"۔ فتح محمد سیال ۔ ربوہ

درخواستہائے دعاء

(۱) میری بھتیجی سیالکوٹ میں بیمار ہیں بہت لاغر ہو گئی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین نبیؔ

(۲) محترمہ بدر النساء بیوہ بابو عبد الغفور صاحب مرحوم جے پوری کا بچہ محمود احمد کئی دنوں سے بیمار ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس بے چاری کے بچہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

(بابو) محمد شفیع (نوشہرہ ی) محلہ دار الرحمت ربوہ

(۳) میرے والد ماسٹر محمد علی خان اشرف بعارضہ کھانسی اور آشوب چشم بیمار ہیں اور میرے بچہ عزیزی مبارک علی خاں کی تندرستی ۔ عمر درازی کیلئے احباب جماعت و صحابہ کرام و درویشان قادیان درد دل سے دعا فرمائیں ۔ اور بندہ کی مشکلات و تکالیف کے رفع ہونے کے لئے بھی درد دل سے دعا فرمائیں ۔ (خادم زادہ احمد علی خاں امجد پٹواری چنیوٹ)

(۴) میرے دو چھوٹے بھائی ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں ۔ احباب کرام ۔ مکمل صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں ریاض احمد اختر راولپنڈی

(۵) میری ہمشیرہ رشیدہ خانم بعارضہ بخار بیمار ہے ۔ بہت کمزور ہے ۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

حکیم شکر الٰہی معرفت محمد عبد اللہ بزاز شہر سیالکوٹ

پتہ جات مطلوب ہیں

اگر کسی شخص کو مندرجہ ذیل موصی صاحبان میں سے کسی کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو یا موصی خود اس اعلان کو پڑھیں تو اپنے موجودہ ایڈریس سے دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں تاکہ ان کے ساتھ وصیت کے بارہ میں خط و کتابت کی جا سکے ۔

نمبر شمار	نام موصی	نمبر وصیت	ولدیت	سابقہ سکونت
(۱)	مشتاق احمد صاحب ظہیر (سابق واقف زندگی)	۷۹۰۷	چودھری کریم بخش صاحب ۔	ربوہ ۔
(۲)	مہر الدین صاحب	۸۳۵۲	نظام الدین صاحب ۔	شیخوپورہ ۔
(۳)	ڈاکٹر عبد الحمید صاحب	۸۸۷۷	حاجی محکم دین صاحب ۔	چکوال ضلع جہلم ۔
(۴)	بہادر شیر صاحب	۹۹۷۲	۔ تاج محمد خاں صاحب ۔	صوابی ضلع مردان ۔
(۵)	چودھری سردار محمد صاحب	۱۰۴۱۳	چودھری عبد اللہ صاحب ۔	وکھوال سابق درویش قادیان
(۶)	خلیفہ سلیم الدین صاحب	۱۰۱۶۵	خلیفہ علیم الدین صاحب	قادیان
(۷)	غلام حسین صاحب مہاجر پونچھ	۱۰۷۶۵	فقیر محمد صاحب ۔	۱۰۳۔ ایم ۔ او ۔ پی سی ایس ایس کراچی
(۸)	مرزا عبد القیوم خانصاحب	۹۰۱۶	مرزا شریف علی خانصاحب ۔	امرتسر

(۹) چودھری عبد المنان خانصاحب چشتی مرحوم وصیت نمبر ۹۸۶۳ ولد چودھری دولت خانصاحب سابق ساکن سڑوعہ ضلع ہوشیارپور کے ورثاء میں سے کسی وارث کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو ۔ یا ان کے ورثاء میں سے کوئی خود اس اعلان کو پڑھیں تو اپنے موجودہ ایڈریس سے دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں ۔ وصیت کے بارہ میں ان سے ضروری خط و کتابت کرنی ہے ۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اعلان دار القضاء

مرزا مہتاب بیگ صاحب سیکرٹری تعاونی کمیٹی لمٹڈ ربوہ نے درخواست دی ہے کہ اس کمیٹی نے مکرم عبد الحمید صاحب ولد سلطان محمد صاحب سابق ٹرنک ساز محلہ دار الرحمت قادیان کے ذمہ /۱۲۰ روپے واجب الادا اقرار دیئے ہیں ۔ میاں عبد الحمید صاحب کا موجودہ ایڈریس معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ان کو بذریعہ اخبار اس کی جواب دہی اور پیروی کی اطلاع دی گئی تھی ۔ اب ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ایک سو بیس ۱۲۰ روپے مرزا مہتاب بیگ کو بذریعہ ناظر امور عامہ ربوہ ادا کریں ۔ میعاد اپیل ایک ماہ ہے ۔

(ناظم دار القضا سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

روحانی ترقی کیلئے نماز کی ضرورت ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"دیکھو جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے ۔ کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو ؟ کیا تم ایک لقمہ منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات پا سکتے ہو ؟ ہرگز نہیں پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کسی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی ہے روحانی حالت کے سنوارنے اور اس باغ کے پھل کھانے کے لئے ..... تم کو چاہیئے کہ اس باغ کو بھی وقت پر خدا کی نمازیں ادا کر کے آنکھوں کا پانی پہنچاؤ اور اعمال صالحہ کی نہر سے اس باغ کو سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو اور پھلے پھولے اور اس قابل ہو سکے کہ تم اس سے پھل کھاؤ یاد رکھو ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ادھورا ایمان ہے" (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

نیز حضور فرماتے ہیں :۔ "نماز جس کے لئے خداوند کریم نے صدہا مرتبہ قرآن شریف میں تاکید فرمائی ہے اور اپنے تقرب کے لئے فرمایا ہے ۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یہ بھی رسم اور عادت کے پیرایہ میں کچھ چیز نہیں اس میں ایسی صورت پیدا ہونی چاہیئے"

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

ضروری اعلان

مکرم جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد کے ماتحت یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ :۔ "جو دوست بھی حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لائیں وہ اپنے ساتھ مقامی امیر جماعت یا صدر صاحب کی تصدیقی چٹھی ضرور لایا کریں ۔ یہ نہایت ضروری ہے"۔

(ابو البشارت عبد الغفور مبلغ سلسلہ)

انڈونیشیا کے تاریخی اور سیاسی حالات کا جائزہ

انڈونیشیاء کے پہلے عام انتخابات ۲۹ ستمبر کو منعقد ہوئے تھے۔ انتخابات کے نتائج کا ابھی سرکاری طور پر اعلان نہیں کیا گیا۔ لیکن غیر سرکاری اطلاعات کے مطابق انڈونیشیا میں کسی ایک پارٹی کی حکومت قائم ہونے کی کوئی توقع نہیں۔ سیاسی مبصرین کے نزدیک انڈونیشیا میں قوم پرستوں مشومیوں اور ندوۃ العلماء کی مخلوط حکومت کا قیام یقینی ہے۔ ذیل میں انڈونیشیا کے تاریخی و سیاسی حالات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

انڈونیشیا ۳ ہزار سرسبز و شاداب جزیروں کا مجموعہ ہے اور اس کی آبادی ۸ کروڑ کے قریب ہے اور اپنی مسلم اکثریت کی وجہ سے آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔ قدرت نے اسے وسائل و ذرائع عطا کرنے میں بڑی فیاضی سے کام لیا ہے اور کونین۔ ربڑ۔ ٹین سیاہ مرچ وغیرہ کی پیداوار دنیا کے دوسرے سب ممالک سے زیادہ ہے۔ معدنی اعتبار سے انڈونیشیا ابھی تک کما حقہٗ بہرہ ور نہیں ہو سکا۔ اور چھ سالہ آزاد زندگی میں یہ خوشحال و زرخیز نو آبادی اب شدید معاشی بحران سے دوچار ہے۔

انڈونیشیا نے نہایت سخت اور نامساعد حالات میں آزادی حاصل کی ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ میں برما کے بعد مشرق بعید میں سب سے زیادہ تباہی و بربادی انڈونیشیا ہی میں ہوئی۔ ابھی اس بدنصیب ملک نے ہالینڈ کے تسلط سے نجات حاصل نہیں کی تھی کہ کمیونسٹوں نے ملک میں بغاوت کی لہر مسلط کر دی۔ گو حکومت اسے دبانے میں کامیاب ہو گئی لیکن ملک کی معاشی حالت کو اس قدر نقصان پہنچا کہ اب تک اس کی تلافی نہیں ہو سکی۔ اس وقت بھی یہ ملک سیاسی استحکام سے محروم ہے اور مختلف حصوں میں متعدد عناصر نے علم بغاوت بلند کر رکھا ہے۔ اب لاقانونیت کا دائرہ بتدریج سمٹ رہا ہے۔ لیکن ابھی قتل و غارت۔ بغاوت لوٹ مار کا سلسلہ کافی وسیع پیمانہ پر جاری ہے اور ایسے حالات میں سیاسی استقلال اور معاشی استحکام کا خواب شرمندہ تعبیر ہونا بے حد مشکل ہوتا ہے۔ اس وقت تین آزاد حکومتیں قائم ہیں اور ایک لاکھ سے زائد انڈونیشی فوج انہیں دبانے میں مصروف ہے۔ اس کشمکش کی فضاء میں نظم و نسق کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے سیاسی زوال و انحطاط کے ساتھ سرکاری اداروں میں سیاست دانوں کا اثر و رسوخ جوبن پر ہے۔ اور دوسرے نئے آزاد ہونے والے ممالک کی طرح انڈونیشیا میں بھی جو لوگ تحریک آزادی میں حصہ لیتے رہے ہیں وہ اب صاحب کو اپنی خدمت کا ناگزیر صلہ سمجھتے ہیں۔

جنگ کوریا میں انڈونیشیا کی خارجہ تجارت چمک اٹھی۔ لیکن یہ بے پایاں دولت عیش و عشرت کے سامان پرتکلف امریکی کاروں۔ ریڈیو سیٹوں کی درآمد پر بے دریغ لٹا دی گئی اور اب اس عدم تدبر کی سزا انڈونیشیا کو شدید معاشی بحران کی صورت میں مل رہی ہے۔ خام اشیاء کی قیمتیں گر چکی ہیں اور انڈونیشیا معاشی میدان میں موت و حیات کی کشمکش سے دوچار ہے اور اس وقت انڈونیشیا لامحدود وسائل لیکن تشنۂ تکمیل عزائم کی سرزمین ہے۔

پارلیمنٹ

انڈونیشیاء کی بیشتر سیاسی اور معاشی مصائب کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابھی تک مستقل آئین سے محروم چلا آ رہا ہے۔ سیاسی جماعتوں کو ہی کسی انتخاب کے بغیر ملکی پارلیمنٹ میں نمائندگی حاصل ہے اور ان کی سازشوں اور باہمی ریشہ دوانیوں سے حکومتیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں۔ سات سال میں انڈونیشیا میں آٹھ حکومتیں قائم ہو چکی ہیں۔

آزادی کے بعد انڈونیشیا میں عبوری پارلیمنٹ قائم کی گئی۔ اس کی ۲۱۸ نشستیں ہیں جو کوٹا سسٹم کی اساس پر مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ اس میں سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان جماعتوں کو نہ صرف اپنے نامزد رکن تبدیل کرنے کا اختیار حاصل ہے وہ اپنے حصہ کے ارکان کی پارٹی سے معزولی یا موت کی صورت میں خالی جگہ کو بھی خود ہی پورا کرتی ہیں۔ اس عجیب و غریب اصول نے سیاسی جماعتوں سے استحکام کا جوہر چھین لیا ہے۔ کسی پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں اور مختلف جماعتوں کے باہمی گٹھ جوڑ سے وزارت معرض وجود میں آتی اور ان کے اختلاف سے زیر و زبر ہو جاتی ہے۔ وزارتیں اس لئے ختم نہیں ہوتیں کہ انہیں پارلیمنٹ کا اعتماد حاصل نہیں رہتا بلکہ اس لئے ختم ہو جاتی ہیں کہ کسی پارٹی کو مطلوبہ قلمدان نہ ملے اور اس نے دست تعاون کھینچ لیا۔ (باقی)

(نوائے وقت ۱۰ اکتوبر)

روس میں پرانے طبقاتی نظام کی جگہ امراء کے نئے طبقے نے لی ہے

قاہرہ ۱۲ اکتوبر۔ مصر کے ممتاز ناشر علی امین جو حال ہی میں روس کے دورے سے واپس آئے ہیں نے کہا ہے کہ اگرچہ اشتراکی حکومت نے سرمایہ داروں کو ختم کر دیا ہے۔ لیکن سرمایہ دار کے تمام حقوق اور خصوصیات اپنے لئے محفوظ کر لی ہیں۔ اگرچہ اس نے پرانے طبقاتی نظام کو ختم کر دیا ہے۔ لیکن اس نے اس کی جگہ ایک نیا طبقاتی نظام پیدا کر دیا ہے۔

ان کا یہ نیا طبقہ پارٹی ارکان پر مشتمل ہے امراء کا طبقہ ادیبوں دانشوروں اور فنکاروں پر مشتمل جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ مسٹر علی امین نے "اخبار" میں اپنے دورے کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اسٹالین ٹیکسٹائل فیکٹری کے منیجر نے مجھے بتایا کہ فیکٹری کا منافع فیکٹری میں لگے ہوئے سرمایہ کا بارہ فیصد ہوتا ہے۔ یہ منافع سرکاری خزانے میں جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ جب فیکٹری منافع نہیں دے سکتی۔ تو حکومت اسے بند کر دیتی ہے اگرچہ حکومت نے سرمایہ داروں کو ختم کر دیا ہے لیکن اس نے سرمایہ داروں کے تمام حقوق اور تمام خصوصیات اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں۔ حکومت اجرتیں پیداوار کے لحاظ سے دیتی ہے۔ وقت کے لحاظ سے نہیں۔ اور اس بات کا فیصلہ بھی حکومت کرتی ہے کہ کون شخص کیا کام کرے گا۔ ہڑتالوں مظاہروں یا اجرتوں میں یکسانیت کا روس میں کوئی وجود نہیں ہے۔ اجرتوں کا تعین ضروریات زندگی کے مطابق نہیں۔ بلکہ فیکٹری کے مطابق کیا جاتا ہے۔

مسٹر علی امین نے بتایا ہے کہ روس کے ایک مزدور کی زندگی اور ایک ادیب کی زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مزدور لکڑی کے بنے ہوئے ایک شکستہ حال مکان میں رہتا ہے۔ جب کہ ادیب کے پاس پر تعیش موٹر کار اور بھاری بنک بیلنس ہوتا ہے۔ وہ ماسکو میں ایک عمدہ فلیٹ میں رہتا ہے۔ تفریح کے لئے دیہی علاقہ میں بھی اس کے لئے ایک مکان ہوتا ہے۔ اور موسم گرما کی تعطیلات گزارنے کے لئے ساحل سمندر پر ایک الگ مکان ہوتا ہے۔

مسٹر علی امین نے لکھا ہے۔ کہ روس میں جھونپڑیاں بھی ہیں۔ اور فلک بوس عمارتیں بھی۔ لیکن یہ کام حکومت کا ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ جھونپڑے میں کون رہے گا۔ اور شاندار فلک بوس عمارت میں کون۔ اس حکومت نے پرانے طبقاتی نظام کو ختم کر دیا ہے۔ لیکن اس کی جگہ ہم ایک نیا طبقاتی نظام پیدا کر دیا ہے۔

مسٹر علی امین نے آخر میں لکھا کہ ایک دن جب آہنی پردہ اٹھ جائے گا۔ تو روس کے مزدور کو معلوم ہو گا کہ اشتراکیت کے تحت اس کی زندگی اور جمہوری ممالک کے مزدوروں کی زندگی میں کتنا فرق ہے۔

روسی حاجی مکہ معظمہ میں کیا کرنے آتے ہیں؟

رنگون ۱۲ اکتوبر۔ اخبار "برما" نے مسلم برما پبلشنگ کے ڈائریکٹر ان چیف کا ایک خط شائع کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے "ہم آہنی پردے کے پیچھے رہنے والے اپنے مسلمان بھائیوں اور دوسرے مذہب کے ماننے والوں کی اصلی حالت جاننا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ "برما" کا مضمون پڑھنے کے بعد قدرتی طور پر بعض سوالات سامنے آئے ہیں۔ مثلاً

۱۔ کیا سویٹ حاجیوں کا مشن واقعی حاجیوں کا مشن ہے یا وہ روس کا پروپیگنڈہ مشن ہے۔ جس کی غرض و غایت دنیائے اسلام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔

۲۔ کیا روس کا کوئی مسلمان انفرادی حیثیت میں مکہ معظمہ جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ممکن ہے تو اشتراکیوں کے قبضے کے بعد کتنے مسلمان فریضہ حج ادا کرنے مکہ معظمہ گئے۔

۳۔ روسی حکومت ان لوگوں کے بارے میں کیا کہے گی۔ جو وسطی ایشیا کی اشتراکی جمہوریتوں سے بھاگ کر دنیا کے مختلف حصوں میں آ گئے ہیں۔ اور جو کمیونسٹوں کے مذہبی استبداد کی داستانیں بیان کرتے ہیں۔

ٹوکیو ۱۲ اکتوبر۔ آج یہاں زلزلے کے شدید جھٹکے آئے۔ جن کی گڑگڑاہٹ نہایت خوفناک قسم کی تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس زلزلے سے کافی جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔

شیخوپورہ میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا امدادی کام (بقیہ صفحہ اول)

پہلا گروپ

خانپور۔ نبی پور۔ اور ٹھٹھہ غلام نادر گیا وہاں کے حالات معلوم کئے اور قابل امداد لوگوں کے نام تحریر کئے۔ امداد کی نوعیت معلوم کی۔ بیماروں کی تعداد اور بیماری کی نوعیت معلوم کی۔ چنانچہ ہر ایک فرد کے مناسب حال امداد پہنچائی گئی۔ نیز زدوں میں چنے تقسیم کئے گئے اور بیماروں کو ادویات تقسیم کی گئیں۔

دوسرا گروپ

بر کلاں۔ گاتو (ٹھٹھہ وسیراں) دھیاں گیا جہاں، سات مکان سیلاب کی نذر ہوئے وہ بیمار اور چند نادار لوگ جو خوراک کی امداد چاہتے تھے۔ ان میں چنے۔ خوراک کی خشک اشیاء اور ادویات کی تقسیم کیلئے مناسب انتظامات کئے گئے

تیسرا گروپ

اس گروپ کو شیخوپورہ سے سیلاب کی آخری حد تک روانہ کیا گیا تا لاہور سے آنے والے مسافروں کو مناسب امداد پہنچا سکیں۔ چنانچہ کئی ایک لاہور سے آنے والے مسافروں سے ان کی ملاقات ہوئی جن کو کیمپ میں لایا گیا۔ جہاں ان کو خوراک دی گئی اور بیمار لوگوں میں ادویات تقسیم کیں

مکرم چودھری انور حسین صاحب کے مفید مشورے ہر قدم پہ ہماری راہنمائی کرتے رہے۔ چودھری صاحب نے نہ صرف یہ کہ اپنے اثر رسوخ سے مختلف ضروری اشیاء کی فراہمی میں ہماری امداد فرمائی بلکہ خود شیخوپورہ سے آٹھ دس میل دور ہمارے کیمپوں کا معائنہ کیا اور اس تمام ایریا میں دورہ کر کے تمام حالات معلوم کئے۔ اور ضرورت کے مطابق مزید اشیاء بھجوانے نیز حکام سے مل کر مختلف کھانے کی چیزیں فراہم کر کے خدام تک پہنچانے کا اہتمام فرمایا تا کہ ہم متاثرہ علاقوں میں تقسیم کر سکیں۔

ریلیف کیمپ ۲ کی خدمات کا مختصر خاکہ

مورخہ ۹ ؍ ۵۵ کو بیس نوجوانوں پر مشتمل ایک پارٹی نیا سنٹر قائم کرنے کے لئے دو بجے دوپہر پہنچی اور سروے کا کام شروع کر دیا۔ اس کیمپ کے انچارج فاروق احمد صاحب بنگال طالبعلم جامعۃ المبشرین ہیں۔

ایک پارٹی جو چھ خدام پر مشتمل تھی۔ قلعہ ستار شاہ کی طرف روانہ ہو گئی یہ پارٹی بفضلہ تعالےٰ چھ سات گھنٹے تک نہایت کامیابی کے ساتھ سیلاب زدگان کو امداد پہنچاتی ہوئی اپنے سنٹر سے نو میل کے فاصلہ پر "من کالا" پہنچی۔ جہاں پانی کا بہاؤ خطرناک طور پر جاری ہے۔ اور ریلوے لائن کے مضافات شدید سیلاب کے باعث بے حد مالی و جانی نقصان سے متاثر ہوئے ہیں اسی طرح قلعہ "ستار شاہ" اور "من کالا" کے درمیان ریلوے لائن قریباً پندرہ جگہ سے بالکل ٹوٹ گئی ہے۔ سب سے بڑا شگاف سٹیشن "من کالا" کے قریب ہے۔ جس کی وسعت قریباً ڈیڑھ صد مربع گز پر پھیلی ہوئی ہے ان اسٹیشنوں کے ملحقہ گاؤں میں بعض خاندان تو بالکل تباہ ہو چکے ہیں۔ یہاں چونکہ پانی پورے زوروں پر ہے اس لئے کشتی چلانا بھی ناممکن ہے۔ اس علاقہ میں درجنوں مویشی سیلاب کی نذر ہو چکے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ علاوہ پانی کے زور کے خطرناک قسم کے زہریلے سانپ بھی ہیں۔ سانپوں کی کثرت کا یہ عالم ہے۔ کہ ڈیڑھ صد کے قریب سانپ ریلوے لائن کے قریب مردہ پائے گئے۔

الحمد للہ کہ خدام کی یہ پارٹی نامساعد حالات کے باوجود ان کی جانیں بچانے۔ فی الفور امداد پہنچانے۔ اور کھانے کی چیزیں مہیا کرنے میں کامیاب رہی۔ ریسٹ ہاؤس محکمہ انہار کی ملحقہ آبادی کے ساتھ بھی رابطہ قائم کیا گیا۔ اور مریضوں کو طبی امداد پہنچائی گئی۔ ایک جگہ پانی کے خطرناک بہاؤ سے ایک ڈوبتے ہوئے آدمی کو بچایا گیا۔ اور اس کی خوراک و رہائش کا انتظام کیا گیا اور تقریباً تیس آدمیوں میں خشک اشیاء خوردنی تقسیم کی گئیں۔

مکمل آٹھ گھنٹے کی جدوجہد اور جانفشانی سے خدمات ادا کرنے کے بعد یہ پارٹی آٹھ بجے شب واپس پہنچی۔

لاہور کے راستہ آنے والے نو دس مضبوط اور بہادر نوجوانوں کا ایک گروہ اپنے شہر شیخوپورہ کے متعلق ریڈیو کی یہ خبر سنکر کہ تمام شیخوپورہ پانی کی زد میں ہے۔ پاپیادہ راستہ کی صعوبتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے رستوں اور ربڑ کی ٹیوبوں کی مدد سے دو دن کی جدوجہد کے بعد شیخوپورہ پہنچا۔ اس سے معلوم ہوا کہ لاہور سے شیخوپورہ کی طرف ۱۶ میل کے علاقہ میں سوائے پانی کی خطرناک لہروں کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے بیسیوں مردہ مویشی اور انسانی لاشوں کو بہتے ہوئے پایا ان میں دو سکھوں کی لاشیں بھی تھیں سانپوں اور جنگلی جانوروں کی کثیر تعداد بھی دیکھنے میں آئی۔

ہماری ان تمام مساعی میں قائد مقامی اور مبلغ مقامی۔ مکرم قریشی سعید احمد صاحب اظہر تشاہد نے نہایت جانفشانی سے ہمارا ہاتھ بٹایا۔ اور مناسب انتظامات سرانجام دیئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

(محمد احمد ثاقب

انچارج امدادی پارٹی)

ضیاء الاسلام پریس ربوہ

دوستوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کے اپنے سرمایہ سے ربوہ میں "ضیاء الاسلام پریس" جاری ہے جس میں کتابوں۔ اشتہاروں وغیرہ کی طباعت مناسب نرخوں پر کی جاتی ہے۔ دوستوں کو جب بھی کبھی کسی چیز کے چھپوانے کی ضرورت ہو تو وہ اپنے سرمایہ سے جاری شدہ پریس کی خدمات حاصل کریں! (چیرمین الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

احمدیت کے خلاف پانچ اعتراضات

معہ جواب

منجانب حضرت امام جماعت احمدیہ

اردو انگریزی میں کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

لاہور ۱۲ ؍ اکتوبر۔ پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ یونیورسٹی کے ایف۔ اے، ایل ایل بی۔ ایم اے۔ ایل اور فائنل انجینئرنگ وغیرہ کے امتحانات آئندہ ماہ کی پہلی تاریخ تک ملتوی کر دیئے گئے

مختصر مگر اہم

بہاولپور۔ بڑھتے ہوئے سیلاب کی رفتار سست کرنے کے لئے کئی مقامات پر دریائے ستلج کے بند توڑ دیئے گئے ہیں۔

تل ابیب۔ حکومت اسرائیل نے مغربی ممالک سے کہا ہے کہ اگر روس عرب ممالک کو مدد دے تو اتنی ہی مدد انہیں اسرائیل کو دینی چاہئیے۔

ماسکو۔ ایٹمی طاقت کے پرامن استعمال کو فروغ دینے کے لئے ایک عالمی ادارہ کے قیام کی تجویز روس نے منظور کر لی ہے

لنڈن۔ یہاں کے سرکاری حلقوں نے ایران کی معاہدہ بغداد میں شرکت کو عرب ممالک میں روس کی کارروائیوں کے خلاف پہلا جوابی وار قرار دیا ہے۔

واشنگٹن۔ تخفیف اسلحہ کے سلسلہ میں مارشل بلگانن کے مراسلہ کے جواب پر صدر آئزن ہاور نے دستخط کر دیئے ہیں۔ اس جواب کے ماسکو پہنچتے ہی اسے شائع کر دیا جائیگا۔

کراچی۔ حاجیوں کا جہاز سفینۂ عرب ۱۵ ؍ اکتوبر کو یہاں پہنچ رہا ہے۔

چینی کے راشن میں کمی کر دی گئی

لائلپور ۱۲ ؍ اکتوبر۔ حکومت نے چینی کے راشن میں عارضی طور پر پچاس فیصد کمی کر دی ہے۔ یہ کمی موجودہ سیلاب کی وجہ سے گاڑیوں کی آمدورفت میں تعطل کے باعث عمل میں لائی گئی۔ جب اس کا معقول انتظام ہو جائے گا تو مکمل کوٹا بحال کر دیا جائے گا۔

زمین برائے ٹھیکہ

ضلع سرگودھا میں ۱۰ مربع زمین ہم ۵ سال کے لئے ٹھیکہ پر دینا چاہتے ہیں۔ اس زمین میں ایک بڑا پمپ لگا ہوا ہے۔ جس کا پانی اس سارے رقبہ کی کاشت سے بھی زائد ہے۔ در ٹھیکہ ۳ روپے فی کنال فی سال ہے۔ جو صاحب خواہشمند ہوں پتہ ذیل پر تحریر فرمائیں۔

الف۔ س معرفت مینیجر صاحب الفضل ربوہ ضلع جھنگ